

# روزے کی حکمتیں اور فوائد

تحریر: ابراہیم بن محمد بن احمیل

ترجمہ: ابو عکاشہ عبد اللطیف حلیم اقبال ٹاؤن لاہور

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لانبى بعده اما بعد !

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت خاص ہے کہ اس نے ان پر وہ عبادات مشروع کی ہیں جو انکی دنیا و آخرت کیلئے بہتر ہیں۔ وہ بلند یوں کا مالک، خالق العباد، اپنے بندوں کی خیر خواہی پر علیم، اعمال العباد سے واقف، احوال العباد پر مطلع اور اپنی شریعت اور احکام میں دانا ہے۔ تمام امور شریعت وہ اوامر سے متعلقہ ہوں یا نواہی سے بندوں کیلئے بہت سی مصلحتیں اور فوائد رکھتے ہیں۔ ان میں ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں کہ انکا احاطہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔

شریعت کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے اگرچہ مکمل حکمت کو مخفی رکھا گیا ہے پھر بھی کچھ نہ کچھ حکمتیں بیان کر دی گئیں۔ جس حکمت کے بیان کرنے میں کوئی مقصد حاصل ہو سکتا ہے اسے بیان کر دیا ورنہ مخفی رکھا گیا۔ عبادت کی ایک قسم میں متعدد مصلحتیں ہو سکتی ہیں اور تمام بامقصد بھی لیکن کسی بھی شخص کو شریعت کے کسی حکم کی حکمت معلوم ہو یا نہ ہو وہ دو باتوں کا پابند ہے۔

۱. ہر مسلمان کا اعتقاد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز مشروع نہیں کی مگر اس میں عظیم حکمت اور بہت سی مصلحتیں ہیں اور اسکے تمام امور بصیرت اور حکمت سے پر ہیں۔

۲. ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ماننے اور اطاعت کرنے کا پابند ہے شریعت کے کسی حکم کی اسے حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔ کسی بھی تکلف اور تضرع کے بغیر شریعت کے کسی حکم کی حکمت اور عبادت کی گہرائی میں غور و خوض کرنا بندے کے خشوع اور اپنے رب کی تعظیم میں اضافہ کر دیتا ہے جب اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور صفات کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سے وہ بندے زیادہ ڈرتے ہیں جو انکی زیادہ معرفت رکھتے ہیں۔ وہ انبیاء اور پھر علماء ہیں۔ حکمت کا علم شریعت کے حکم بجالانے اور اطاعت کرنے میں بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے۔

روزہ بھی انہی عبادات سے ہے کہ جس میں بندوں کیلئے ایسی خیر اور رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔ ماہ رمضان میں اللہ رب العزت کا اپنے بندوں پر بے حساب فضل ہوتا ہے۔

روزے کی بعض حکمتیں میں نے قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ، اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں ادراک کی ہیں۔ انکا ذکر محض اس نیت سے کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے یہ کسی کے لیے خشیت الہی، تقویٰ اور عظمت باری تعالیٰ کی معرفت کا باعث بنیں۔ شاید اس عظیم مہینہ میں کوئی انکی وجہ سے فرمانبرداری میں ساقبت کرنے والا اور نیکیوں میں جلدی کرنے والا بن جائے

## روزے کی حکمتیں اور فوائد

۱: سبیل تقویٰ: فرمان رب العالمین ہے: یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرة: ۱۸۳) ”اے

ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

امام قرطبی کا قول:

امام قرطبی لعلکم تتقون کا معنی ”ضعفون“ کرتے ہیں۔ یعنی تم کمزور ہو جاؤ۔ کیونکہ کم کھانا شہوت کو کمزور کر دیتا ہے اور جب شہوت کمزور ہو جائے گی تو نافرمانی بھی کم ہوگی۔ یہ مجازی توجیہ بہت اچھی ہے۔ یہ بھی کہا گیا: ”لتسقوا المعاصی“ نافرمانی سے بچو۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی عام ہے۔ اسلئے کہ روزے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: الصیام جنة ووجاء (صحیح بخاری ۱۸۹۴ و مسلم ۱۱۵۱) روزہ ڈھال اور شہوت کو کم کرتا ہے۔ یعنی روزہ تقوے کا سبب اور خواہشات کو ختم کرتا ہے۔ (الجامع لأحكام القرآن ۱۸۵/۲)

عام مفسرین کا موقف بھی اسی طرح ہے لیکن بعض نے خاص معنی مراد لیا ہے اور بعض نے عمومی مراد لیا ہے۔ عام معنی زیادہ صحیح ہے کیونکہ نص صریح اس کا تقاضا کرتی ہے۔ تقویٰ کو لازمی اختیار کرنے پر بہت سی آیات قرآن رہنمائی کرتی ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته (ال عمران: ۱۰۲) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو حق ڈرنا۔ یہاں پر خطاب صرف مومنوں سے ہے۔ ایک جگہ تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: يا ايها الناس اتقوا ربكم (النساء: ۱، الحج: ۱) اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ۔ دو طویل سورتوں (النساء، الحج) کا آغاز اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے کیا ہے۔ شریعت کا مطلب و مقصود بھی تقویٰ ہے۔ جب کوئی شخص متقی بن جائے تو وہ اللہ کی رضا حاصل اور ناراضگی سے محفوظ ہو جاتا ہے مومن کا مطلب یہی ہے۔

روزوں کا یہی شرف کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس امت پر فرض کرنے کی وجہ بیان کی کہ اسے تقویٰ حاصل ہو۔ اسکے علاوہ کچھ بھی نہ ہو تو اسکے شرف کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔ مومنوں کو اس حکم کو بجالانا اور اپنے روزوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس میں دنیوی اور اخروی ایسے فوائد اور مصلحتیں ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں۔

**2: مدرسة الصبر:** امام ابو حامد غزالیؒ (احیاء علوم الدین ۳۳۰/۱) میں فرماتے ہیں: الصوم ربع الإيمان۔ روزہ ایمان کا چوتھا حصہ ہے۔ دلیل اسکی رسول مکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: الصوم نصف الصبر (مسند احمد ۲۶۰/۴، ترمذی ۳۵۱۹) روزہ آدھا صبر ہے۔ اور دوسرا فرمان: الصبر نصف الإيمان۔ (معجم الكبير للطبرانی ۸۵۴۲، شعب الإيمان للبيهقي ۴۷)

**نوٹ:** صحیح بات یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعودؓ پر موقوف ہے۔ صبر کا بدلہ بہت بڑا ہے۔ انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب (الزمر: ۱۰) یقیناً صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا اور بغیر حساب کے دیا جائے گا۔ انسان ہمیشہ صبر کا محتاج رہتا ہے اسکے بغیر مشکلات زندگی اور مصائب حیات کا مقابلہ ممکن نہیں۔ روزہ میں صبر کی تین قسمیں پائی جاتی ہیں

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: صبر کی تین اقسام ہیں۔

۱: اللہ کی اطاعت پر صبر۔

۲: اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے صبر۔

۳: اللہ تعالیٰ کی سخت آزمائشوں اور تقدیرات پر صبر۔

روزے میں صبر کی تینوں اقسام جمع ہو جاتی ہیں۔ روزہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر، خواہشات اور حرام چیزوں سے رک جانے، بھوک پیاس اور ضعف کو برداشت کرنے کا نام ہے (لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف ۲۹۲)

جو مسلمان روزہ سے اپنی پسند اور حسب منشا چیزوں کے قربان کرنے کا سبق نہیں سیکھتا وہ کبھی بھوک پر صبر نہیں کر سکتا اور جو صبر کا سبق حاصل کر لے اسے بڑی سے بڑی مصیبت پریشان نہیں کر سکتی۔ اگرچہ وہ میدان کارزار میں دشمن سے نبرد آزما ہو جائے۔ چھوٹے میدان سے بھاگنے والے اس اہل نہیں کہ وہ بڑے میدانوں میں اپنی قوم کیلئے معاون ثابت ہوں (أحكام الصيام وفلسفته فی ضوء القرآن والسنة للدكتور مصطفى السباعی ۵۱)

**3: قوت مادی اور معنوی کا مرکب:** مسلمان ان دونوں قوتوں کا ہمیشہ محتاج رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمن پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر اس میں ان دونوں سے ایک قوت بھی مفقود ہو تو وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ انبیاء علیہم السلام ان دونوں قوتوں کی تعمیر میں بہت اہتمام کرتے تھے موسیٰؑ

کا دونو جوان لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلانا قوت جسدی (مادی) اور ان کا اس لڑکی کے آگے چلنا (جو انہیں اپنے باپ کے پاس لے جانے کیلئے بلانے آئی تھی) قوت معنوی

ہے۔ اس لڑکی نے ان دونوں کا اظہار یوں کیا: ان خیر من استأجرت القوى الامین (القصص: ۲۶) (اے ابا جان!) جس کو آپ اجرت پر رکھنا چاہتے ہیں یہ قوی (قوت مادی کا مالک) اور امین (قوت معنوی کا پیکر) ہے۔

خاتم الانبیاء ﷺ اور آپ کے صحابہ کا یہ وصف اللہ رب العزت نے یوں بیان کیا: محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم (الف: ۲۹) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے صحابہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ اشداء علی الکفار قوت جسد اور رحماء بینہم قوت معنوی کی مثال ہے۔ روزے میں یہ دونوں قوتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اسلئے کہ روزہ بدن کو طاقتور اور جسمانی امراض سے نجات دیتا ہے۔

### روزہ میں قوت معنویہ کے عناصر

(۱) الصبر: اسکے بارے پیچھے حدیث گزر چکی ہے۔

(ب) الطاعة: روزہ دار کھانے، پینے اور خواہش سے اللہ تعالیٰ کی عبادت سمجھ کر رک جاتا ہے۔ اطاعت و خضوع کے تمام درجات کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ رب کی رضا حاصل ہو جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی عمل کرتا ہے اسکے نزدیک لوگوں کی رضا انکی ناراضگی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اسکے پیش نظر دنیا نہیں مولیٰ کی رضائے کبریٰ ہے۔

خالد بن الولید کی معزولی اطاعت کی بہترین مثال: امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے مصلحتاً جب خالد بن ولیدؓ کو امارت سے معزول کر دیا خالد بن ولیدؓ ناراض ہوئے نہ جہاد چھوڑا اور نہ اپنے حواریوں کو منقسم کیا بلکہ نئے امیر کے علم تلے اپنے لشکر بھی جمع کر دیئے۔ ان کا ایک قول بہت مشہور ہے: انسی احارب لرب عمر ولا لعمر۔ میں عمرؓ کے رب کیلئے جہاد کرتا ہوں نہ کہ عمرؓ کے لئے۔ انکی غلامی کا رخ تقرب الی اللہ تھا۔ محکوم بن کر قیادت اور شہرت والے نفس کی بازی لگادی۔

(ج) التنظيم: مسلمان ماہ رمضان میں روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں ایک وقت مقررہ کا پابند ہو جاتا ہے۔ عبادات کی باقی اقسام کیلئے بھی انہی دو چیزوں سے سبق حاصل ہو جاتا ہے۔ تمام زندگی ایک مسلمان نظم و تنظیم کا محتاج رہتا ہے۔ بد نظمی اور بے ربطگی سے کبھی اسلام کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ (احکام الصوم و فلسفہ فی ضوء القرآن والسنة ۵۳)

4: معاون تکفرو ذکر: حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں: روزے کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ دل فکر و ذکر کیلئے خالی ہو جاتا ہے۔ خواہشات کی پیروی انسان کے دل کو سخت اور اندھا کر دیتی ہے بندے کے ذکر و فکر میں رکاوٹ اور غفلت کی داعی بن جاتی ہے۔ معدے (اندر) کا کھانے پینے سے خالی رہنا دل کو روشن اور جزو رقت بنادیتا ہے۔ سختی کو زائل اور ذکر و فکر کیلئے خالی کر دیتا ہے۔ (لطائف المعارف ۲۹۱)

5: نعمت رب العالمین اور شکر کی معرفت: روزے کی وجہ سے مالدار اور غنی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو پہچانے گا جس سے فقراء محروم ہیں۔ انکے پاس وافر کھانا اور پینا نہیں ہوتا۔ وہ نکاح کرنے کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتے۔ وقت مخصوص میں کھانا پینا ترک کر دینا اور مشقت برداشت کرنا تو انکے کیلئے موعظت ہے کہ کئی اس نعمت سے مطلقاً محروم ہیں۔ لہذا روزہ مالدار کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا واجب کر دیتا ہے اور اسکے محتاج بھائی کے ساتھ حتی الوسع رحمت و شفقت اور ہمدردی کی دعوت دیتا ہے۔ (لطائف المعارف)

شیطان اور اس کے وساوس سے تحفظ: یقیناً گردش خون روزہ رکھنے سے کم پڑ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے شیطان بھی خون کے ساتھ چلنے سے تنگ پڑ جاتا ہے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق: شیطان بنی آدم کے خون کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ روزہ وساوس شیطان سے روک کر شہوت کے جوش کو توڑ دیتا ہے۔ بعض سلف کا قول ہے: اھون الصيام ترک الطعام والشراب۔ حالت روزہ میں کھانا پینا ترک کرنا تو بہت آسان ہے۔

فرمان جابرؓ :-

جابرؓ کا قول ہے: اذا صمت فليصم سمعک وبصرک ولسانک عن الکذب والمحارم ودع اذى الجار وليکن علیک وقار وسکينة يوم صومک ، ولا تجعل يوم صومک ويوم فطرک سواء۔ جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان، آنکھیں بھی روزے سے ہوں۔ زبان پر جھوٹ اور

حرام باتیں نہ ہوں۔ پڑوسی کو تکلیف دینے سے رک جا۔ روزہ کے دن تجھ پر وقار اور سکینت طاری ہو۔ یوم صوم اور یوم افطار کہیں ایک جیسے نہ ہو جائیں۔  
 شاید اسی لئے (واللہ اعلم) جہاں قرآن مجید نے صائم کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا ہے اسکے بالکل متصل لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے کی حرمت کا تذکرہ ہے۔ بے شک یہ حرمت تو سال میں ہر وقت اور ہر جگہ برقرار رہتی ہے۔ جبکہ کھانا پینا تو حالت روزہ میں منع ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اللہ مالک الملک کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے حالت روزہ میں کھانا اور پینا ترک کر دیتا ہے۔ اسے اللہ کے اس حکم پر بھی سر جھکا دینا چاہئے کہ وہ حرام مال کھانے سے اجتناب کرے جو کسی بھی وقت جائز نہیں (لطائف المعارف)

اوپر بعض حکمتوں کا اجمالاً تذکرہ ہوا اب مخصوص حکمتیں معین احکام کے ذریعے بیان کی جائیں گی۔

☆ تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں مگر روزہ خصوصاً اللہ اور بندے کے درمیان راز ہونے کے وجہ:

امام ماوردیؒ اس کی دو وجہیں بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ بے شک روزہ نفس کو لذتوں اور شہوت سے روکتا ہے۔ جبکہ دوسری تمام عبادات میں یہ رکاوٹ نہیں۔

۲۔ بے شک روزہ بندے اور اسکے رب کے درمیان ایک راز ہے جو صرف عالم الغیب ہی جانتا ہے۔ اسلئے اسے اپنے ساتھ خاص کر لیا۔ بقیہ تمام عبادات میں ایک ظاہری پہلو ہوتا ہے جو بسا اوقات ریا سے کیا جاسکتا ہے۔ اسلئے روزہ اپنے غیر (عبادات) سے خاص ہے یہی بات امام قرطبی اور امام غزالی نے کہی ہے (النکت والعیون للماوردی ۳۳۵/۱، الجامع لأحكام القرآن ۱۸۴/۲، احیاء علوم الدین ۲۳۱/۱)

☆ آمد ماہ رمضان پر جنت کے دروازے کھولنے اور جہنم کے دروازے بند کرنے کی حکمت:

حافظ ابو عمر ابن عبد البرؒ (التمہید ۱۵۲/۲) فرماتے ہیں: یقیناً اللہ رب العالمین ماہ رمضان میں روزے داروں کے گناہوں سے تجاوز اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے۔ اسلئے ان سے ابواب جہنم بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اسلئے بھی کہ روزہ ڈھال ہے اور یہ بندے کو آگ سے بچاتا ہے۔ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اسلئے کہ انکے اعمال کا تزکیہ اور درجہ قبولیت عطا کیا جاتا ہے۔

☆ یوم شک کے روزے کی حرمت کی حکمت:

۱۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:-

بے شک (روزہ رکھنے کا) حکم رویت کے ساتھ معلق ہے۔ جس نے ایک یا دن روزہ رکھنے میں تقدیم کی اس نے اس حکم میں عیب نکالنے کی حیلہ سازی کی جبکہ اصل بنیاد رویت ہے (فتح الباری ۱۵۳/۴)

۲۔ سنت کا اثبات اور بدعت کا مٹانا:-

عبادت وہی مشروع ہے جو شریعت نے مقرر کی ہے۔ زیادتی کرنے سے سنت ختم ہو جاتی ہے۔ ماہ رمضان سے ایک یا دو دن قبل اور اسکے ایک دن بعد بھی روزہ رکھنا حرام ٹھہرا اور ان کے درمیان یہ عمل واجب ہے۔ اس میں بندوں کیلئے امتحان و آزمائش ہے کہ وہ اطاعت و اتباع میں کتنے مخلص ہیں۔

۳۔ اہل کتاب کی مخالفت:-

اہل کتاب کے روزے کے اوقات کو تبدیل کرنے کے بارے میں کوئی مرفوع یا مقوف حدیث ثابت نہیں البتہ سلف سے کچھ آثار منقول ہیں۔ امام شعی اور قتادہ وغیرہما سے اللہ تعالیٰ کے قول: کما کتب علی الذین من قبلکم کی تفسیر منقول ہے۔ یہاں تشبیہ (پہلے لوگوں پر روزہ فرض ہونے کی کیفیت) روزے کے وقت اور اندازہ تعداد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر رمضان کے روزے فرض کئے تو انہوں نے اسے تبدیل کر دیا... الخ

مجاہد کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر امت پر ماہ رمضان کے روزے فرض کئے۔ انہوں نے تیس دنوں سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد بھی روزہ رکھا پھر انہوں نے اسکی تعداد پچاس کردی (الجامع لأحكام القرآن للقرطبی ۱۸۴/۲) امام قرطبی امام شعی سے نقل کرتے ہیں: اگر تو سنت کے مطابق روزہ رکھنا چاہتا ہے تو یوم شک کا روزہ نہ رکھنا

کہ اہل کتاب نے اس تعداد پر ایک ایک دن کا اضافہ کر کے پچاس دن بنائے (حوالہ سابق)

## ☆ حائضہ پر روزہ کی قضا کی حکمت:

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: حائضہ پر روزہ کی قضا واجب ہے جبکہ نماز کی نہیں۔ یہ شریعت کی بدرجہ اتم خوبیوں، حکمتوں اور مکلفین کے فوائد کی رعایت کی وجہ سے ہے۔ یقیناً حیض عبادت سے مانع ہے۔ شریعت نے حائضہ کو عبادت کا پابند نہیں کیا۔ ایام طہر میں عورت کا نمازیں ادا کرنا اسکے ایام حیض سے اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ زمانہ طہر میں ہر روز نماز کو کئی بار (پانچ وقت) پڑھنا اس کیلئے نافع ہے۔ روزے کی صورت اس سے مختلف ہے۔ اسلئے کہ روزے تو سال بھر میں ایک مہینہ ہیں۔ اگر فریضہ روزہ کو بھی اس سے ساقط کر دیا جائے کہ وہ قضا نہ دے اسکی تو نظیر کے تدارک کا کوئی راستہ نہیں تو اس سے اسکی مصلحت فوت ہو جائیگی۔ اسلئے اسے حالت طہر میں روزے کی قضا کا حکم دیا گیا کہ وہ روزے کا نفع اور برکت حاصل کر لے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر رحمت خاص اور اسکی شریعت کا احسان ہے (اعلام الموقعین ۶۰/۲)

## ☆ سابقہ امتوں پر روزوں کی فرضیت کا ہماری اخبار سے تعلق کی حکمت:

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ ابن عاشورؒ فرماتے ہیں: اس حکم باری تعالیٰ میں روزے کے فرض کی کیفیت میں تشبیہ پائی جاتی ہے نہ کہ اسکی دیگر کیفیات میں۔ اور یہ تشبیہ صراط مستقیم اور ہدایت کے اعتبار سے بھی ہے۔ اس تشبیہ سے مراد روزے کی صفت نہیں۔ اس میں تین اغراض اور مقصود ہیں جنکی بنا پر تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۔ روزہ کی اہمیت و فضیلت کی خبر دینا مقصود ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام سے قبل لوگوں پر بھی فرض کیا اور مسلمانوں کیلئے بھی اسے مشروع قرار دیا۔ یہ بات اس کا بین ثبوت ہے کہ روزہ ایک مسلسل نیکی کا عمل ہے اور اس عبادت کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ مسلمانوں کو اس حکم کے ذریعے رغبت دلائی گئی کہ وہ بھی اس عبادت کو اختیار کریں کہ کہیں سابقہ امم ان سے سبقت نہ کر جائیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کو روزے کا حکم سن کر مسرت ہوئی اور پہلے ان کا روزہ یوم عاشوراء کا روزہ تھا اور اس میں انہوں نے یہودیوں کی اقتداء کی۔ لیکن وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نیا حکم نازل کر کے انہیں یہودیوں سے خاص کرے۔ تشبیہ کا یہ فائدہ اہل اسلام کے باذوق لوگوں کیلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سابقہ امتوں کی اس نیکی میں شامل کر دیا کہ جن احکام کو اپنا کر دنیا و آخرت کے بہت سے منافع حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وفی ذلک فلیتینا فس المتنافسون (المطففین: ۲۶) اور باذوق لوگ اسی میں رغبت کریں۔

## الغرض الثانی:

سابقہ لوگوں سے روزہ کی تشبیہ کی دوسری غرض یہ ہے کہ یہ عبادت بجالانا انکے لئے آسان ہو جائے۔ وہ روزے کو بوجھ محسوس نہ کریں یہ مشکل یا بوجھل کام انکے غیروں کے نمونے کی وجہ سے قابل اقتداء ہو جائے۔ یہ تشبیہ اسے بھی فائدہ دیتی ہے جو مشرک ہے اسلام قبول کرنے میں اسے روزہ رکاوٹ ہے کہ وہ کیسے اسے اختیار کرے گا اور اسے بھی جو نو مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اسکی مزید تاکید ہے: ایما ما معدودات (البقرة: ۱۸۴) یہ چند دن تو ہیں گنتی کے۔

## الغرض الثالث:

اس تشبیہ کی تیسری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کو بھی باقی فرائض کی طرح برضا و خوشی اختیار کیا جائے۔ یعنی اس فرض کو قبول کرنے میں کوئی کمی نہ رہے۔ بلکہ مسلمان بھی اسے اسی قوت سے پورا کریں جس طرح سابقہ امتوں نے اس کا حق ادا کرنے میں فوقیت لی۔ (التحریر والتویر ۱۵۶/۲۵، ۱۵۷) ☆ بوجہ وضوء اعضاء کا چمکنا اور روزے دار کی منہ کی بو کا تعلق:

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: یوم قیامت مومنوں کا شعار وضوء کی وجہ سے اعضاء کا چمکنا ہوگا تمام امتوں سے انہیں یہ امتیاز عنایت ہوگا روزے کی وجہ سے انکا شعار قیامت کے دن انکے منہ کی بو کستوری سے بھی زیادہ ہوگی تاکہ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے تمام لوگوں میں پہچان لئے جائیں۔ (الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان

حافظ ابن حجر <sup>ؒ</sup> اس حدیث کی شرح میں علماء کے مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ عمدہ قیامت کو ہوگی یاد دنیا میں“؟ کہ اس مسئلہ کے بارے میں دو آئمہ امام عز الدین بن عبد السلام اور ابو عمرو بن الصلاح میں اختلاف ہوا جس نے یہ کہا کہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اس نے مسلم، احمد اور نسائی سے منقول روایت کو دلیل بنایا کہ ”أطيب عند الله يوم القيامة“ کہ یہ قیامت کو ہوگا۔ اور جس نے کہا دنیا میں ایسا ہوتا ہے اس نے احمد اور ابن حبان کی اس روایت سے استدلال کیا۔ ”فم الصائم حين يخلف من الطعام“ کہ روزہ دار کے منہ کی بو جب کھانے کی وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے۔ ان دونوں روایتوں میں حافظ صاحب <sup>ؒ</sup> نے موافقت پیدا کرتے ہوئے فرمایا: ممکن ہے کہ آپ کا یہ فرمان حسین بخلف۔ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ بو کے وجود کیلئے منہ ایک جگہ ہے جو اسکے لئے خوشبو کی جگہ بن جائے اور یہی سبب خوشبو کیلئے دوسرے حال میں ہو جائے پس پہلی روایت اسکے موافق ہوگئی یعنی قیامت کے دن ایسا ہوگا (فتح الباری ۴/۱۲۷، ۱۲۸) ☆ روزہ دار کے منہ کی بو اور شہید کے خون کی خوشبو کا مقابلہ:

حافظ ابن حجر <sup>ؒ</sup> فرماتے ہیں: أطيب من ريح المسك (روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے)۔ کہ یہ بوشہادت کے خون سے عظیم ہے اس لئے کہ شہید کے خون کو کستوری کی خوشبو سے تشبیہ دی گئی ہے اور خلوف (بو) کا وصف أطيب (زیادہ عمدہ) بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ روزہ شہادت سے افضل عبادت ہے۔ شاید اس سبب کیلئے ہر ایک کی ایک اصل موجود ہے۔ بو کی اصل ظاہر ہونا ہے اور خون کی اصل اسکے خلاف ہے۔ تو جو اصلاً ظاہر ہے وہ خوشبو کے اعتبار سے بھی عمدہ ہے (فتح الباری ۴/۱۲۸)

☆ مسافر کیلئے افطار اور قصر کی رخصت اگرچہ سفر میں مشقت نہ ہو مقیم کیلئے عدم رخصت اگرچہ مشقت ہو کی حکمت:

علامہ ابن قیم <sup>ؒ</sup> فرماتے ہیں: خوش حال اور آرام و سکون والے مسافر کیلئے حالت سفر میں روزہ افطار اور قصر نماز کی رخصت ہے بخلاف ایسے مقیم کے جو اگرچہ غایت درجہ کی دشواری میں مبتلا ہو۔ بلاشبہ افطار اور قصر کرنا مسافر کے ساتھ خاص ہے۔ مقیم صرف حالت مرض میں روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ یہ چیز شارع کے کمال حکمت سے ہے۔ بے شک سفر فی نفسہ عذاب کا ٹکڑا ہے اور بذات خود ایک مشقت اور محنت میں مبتلا کر دینے والا ہے۔ اگرچہ مسافر زیادہ کھاپی بھی لے پھر بھی وہ سخت اذیت اور مشکل میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت خاص اور احسان ہے کہ مسافر سے آدھی نماز کی تخفیف اور آدھی کو برقرار رکھا۔ روزے کو حالت سفر میں ساقط کر دیا اور حضر میں اس فریضہ کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ مریض اور حائضہ کیلئے حکم ہے۔ سفر میں روزہ چھوڑنے اور نماز قصر کی اجازت دے کر ان کو عبادت کی منفعت سے بالکلیہ محروم نہیں کیا اور نہ ہی حضر کی طرح سفر میں عبادت کو لازم رکھا۔

حالت اقامت میں بعض واجب کے ساقط ہونے یا اسکے مؤخر کرنے سے وہی چیز بالکلیہ حکماً بدل نہیں جاتی۔ اگر کسی مشکل یا ضرورت کے تحت کوئی تبدیلی ہو بھی جائے تو اس کا طریقہ اور انحصار اس پر نہیں ہوتا۔ اگر ہر صاحب حاجت کیلئے ایسی صورت جائز ہو اور ہر صاحب مشکل کو رخصت دے دی جائے تو واجب ضائع ہو جائے گا بلکہ ختم ہو جائے گا اگر بعض کیلئے کوئی چیز جائز ہو تو یہ ضابطہ اور قانون نہیں بن سکتا۔ جیسی کسی پر مشکل ہوگی ویسی ہی تخفیف ہوگی۔ اگر کوئی بیمار یا کسی تکلیف میں مبتلا ہے جو اس کیلئے نقصان دہ ہے تو اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

اسی طرح نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ نماز کی قصر کی بھی یہی مثال ہے۔ اس طرح کسی کو تھکاوٹ کی مشقت بھی ہو سکتی ہے۔ مقصد تو ہر صورت میں یہ ہے کہ جیسی کسی کو مشقت ہے اسے اتنی آسانی بھی دے دی جائے اور عبادت سے بالکلیہ رخصت بھی نہ دی جائے کہ وہ دنیا و آخرت کے فوائد سے محروم ہو جائے۔ شریعت اپنے احکام اور مصالح میں ایک مناسبت سے کام لیتی ہے یہ اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے (إعلام الموقعین ۲/۱۱۲)

☆ روزے کی تعیین اور نحر تخیر کی حکمت:

علامہ ابن قیم <sup>ؒ</sup> فرماتے ہیں: روزے کی فرضیت کے تین مراتب ہیں:

- ۱۔ روزہ فرض ہوا لیکن اختیار کے ساتھ (چاہے کوئی روزہ رکھ لے چاہے تو فدیہ دے دے)
- ۲۔ فرض ہونے کے ساتھ یہ شرط تھی کہ اگر روزہ دار کھانے (افطاری) سے پہلے سو جائے تو اس پر انگلی رات تک کیلئے کھانا اور پینا حرام ہو جاتا تو یہ دونوں صورتیں

۳۔ یہ وہ رتبہ ہے جس پر شریعت نے قیامت تک کے لئے حکم جاری کر دیا (زاد المعاد ۱۸۴/۲)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: روزہ ہر کسی پر فرض کر کے اختیار کے حکم کو منسوخ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تعین والے طریقے کو بچا ہے۔ یہ تو واضح سی بات ہے کہ جب کوئی شخص روزے کی جگہ فدیہ دے گا تو اسے روزہ ہی کا فائدہ حاصل ہوگا نہ کہ صدقہ کا۔ روزے کا مکلف بنا کر ایسا فائدہ پہنچا دیا جو کہ مکمل اور اتم ہے۔ اسلئے کہ ماہ رمضان میں صدقہ کرنا مستحب ہے۔ جب کوئی روزہ بھی رکھے اور صدقہ بھی کرے تو اسے دو فائدہ اکٹھے حاصل ہوں گے۔ حالت روزہ میں یہ زیادہ اکمل بات ہے۔ رسول مکرّم ﷺ نے سختی سے ماہ رمضان میں تو آپ بہت سخاوت کرتے۔ تو پہلی مصلحت (صدقہ کرنے والی) بھی برقرار رہے گی۔ روزہ کو فرض قرار دے کر صدقہ و خیرات کو شریعت نے مستحب قرار دے دیا تاکہ دونوں صورتیں جمع ہو جائیں۔ (مفتاح السعادة ۳۳/۲)

### فوائد

علماء نے روزے کے فوائد کثیرہ ذکر کئے ہیں بعض نے تو الگ الگ فائدہ ذکر کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں بعض نے اجمالاً ذکر کیا ہے۔ انکی جوامع کلام میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ امام عزالدین بن عبدالسلامؒ فرماتے ہیں: روزے کے فوائد بہت ہیں۔ روزہ رکھنے سے درجات کی بلندی، گناہوں کا کفارہ، شہوات کا خون، صدقات کی کثرت، طاعات کا وافر ہونا، مخفی دنیا میں شکر ربانی، شریعت کی مخالفت اور نافرمانی میں اٹھنے والے وسوسوں کی روک جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ موصوفؒ نے ایک ایک فائدے کی شرح بھی تحریر کی ہے (مقاصد الصوم لعزالدین بن عبدالسلام ص ۱۰)

۲۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں: روزہ سے یہ مقصد اور فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نفس خواہشات سے رک جاتا ہے، پسندیدہ مرغوبات چھوڑ دیتا ہے، قوت شہوانی تعدیل پر آ جاتی ہے، نفس روزے کی سعادت اور نعمت کی انتہائی طلب کیلئے تیار، ابدی زندگی کے بارے نصیحتوں کو قبول کرنے لگ جاتا ہے روزہ بھوک اور پیاس کی تیزی اور جوش کو ختم کرتا ہے۔ پریشان، بھوکے مساکین کے حال کو یاد کرواتا ہے۔ بندے کے جسم میں شیطان کے چلنے کو تنگ کر دیتا ہے جیسا کہ کھانا اور پینا تنگی سے چلتا ہے (کھانے پینے میں وقفہ بڑھ جاتا ہے) قوت اعضاء کو سست پڑنے سے روکتا ہے جو کہ انسان کی دنیوی اور آخروی زندگی کیلئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ہر عضو پر سکون، تمام قوت سرکش ہونے سے رک جاتی ہے۔ بلکہ انسان کو لگام آ جاتی ہے، یہی متقین کی لگام ہے۔ باہم جھگڑنے والوں کیلئے ڈھال ہے نیکوں اور مقربین کیلئے تربیت گاہ ہے۔ تمام اعمال میں سے اللہ رب العالمین کے ہاں اسے ایک خصوصیت حاصل ہے (الصوم لی) روزہ میرے لئے ہے۔ یقیناً روزہ دار، طعام، شراب اور شہوت محض اپنے معبود کیلئے ترک کرتا ہے، پسندیدہ نفس اور لذت آفریں چیزیں محبت الہی اور رضائے رب العالمین کیلئے ایثار کرتا ہے۔ یہی بندے اور رب کے درمیان راز ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ اگرچہ لوگ ظاہراً روزہ کو توڑنے والی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مگر کھانا، پینا اور شہوت کو ترک کرنا صرف معبود برحق کی وجہ سے ہے اس پر کسی انسان کو اطلاع نہیں ہوتی یہی حقیقت صوم ہے۔ ظاہری جوارح کی حفاظت اور باطنی قوت میں روزہ کی عجیب تاثیر ہے کہ اگر وہ اعضاء نافرمانی پر مبنی کام شروع کر دیں تو ہلاکت میں پڑ جائیں اور ایسا ردی مواد (نافرمانی والے کام) جو ہے وہ اس دل کی صحت کو خراب کر دے۔ روزہ دل اور جوارح کی صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور خواہشات دنیا سے ہٹا کر ہوش و عقلمندی کی آزمائش کیلئے تیار کرتا ہے۔ پس وہ تقویٰ پر بہت بڑا معاون ہے۔ روزے کے فوائد ایسے ہیں جنہیں عقل سلیم اور فطرت مستقیم تسلیم کرتی ہے اللہ مالک الملک نے اپنے بندوں پر رحمت اور احسان کرتے ہوئے انہیں مقرر کیا۔ جو انکے لئے عزت و دین کی حفاظت اور ڈھال کی طرح ہیں۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کی مکمل ہدایت، مقصود کے حصول کی عظمت، اور نفوس پر بڑا آسان ہے۔ جب لوگوں کے نفس اپنی مرغوبات اور شہوت چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے جو کہ انتہائی مشکل مراحل تھے۔ اسلام نے اس فرض کو مؤخر کیے رکھا، ہجرت کے بعد تک۔ جب نفس توحید، نماز اور قرآنی احکام پر ٹھہر گئے اور خوب عمل کی طرف مائل ہو گئے تو بتدریج ان فرائض کا بھی نفاذ ہوا (زاد المعاد ۲۸/۲، ۳۰)

۳۔ ابن عاشور فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں امتوں کے احوال بطور خاص اہل عرب کے ایسے تھے۔ کہ وہ لذت بھرے کھانوں، شرابوں، عورتوں، اور ضیافتوں سے

لطف اندوز ہوتے۔ اور یہ تمام کچھ جسمانی قوت کو بڑھانے، جسم میں خون پیدا کرنے میں بہت مددگار ہیں۔ انسان میں حیوانی طبائع سے دو چیزیں پائی جاتی ہیں قوت شہوت اور قوت عصبيت۔ یہ دونوں ہی قوت عقلیہ پر غالب آ جاتی ہیں۔ شریعت نے روزے کو مقرر کیا جو ایک تہذیب کے ساتھ ان قوتوں پر قابو پاتا ہے۔ جب انسان ہر چیز میں افراط سے رک جائے بلکہ ایک تعدیل کے تحت تمام امور بجالائے تو دوسرے اوقات میں یہی چیز اسکے لئے کافی ہو جائے گی (التحریر والتبیر ۱۵۸/۲، ۱۵۹)

## روزہ دینی عبادات کی اصل سے ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: عبادات دینیہ کی بنیاد نماز روزہ اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں: میں دن بھر روزہ اور رات بھر قیام کروں گا اور تین دنوں میں مکمل قرآن کی تلاوت کروں گا تو انہوں نے کہا: ہاں.... الحدیث۔ پھر حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ یہ عبادات تو معروف ہیں۔ جیسا کہ خوارج کے بارے میں صحیحین میں حدیث میں ہے: یحقر أحدکم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم وقراءته مع قراءتهم الحدیث

تم میں ہر کوئی انکی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز انکے روزے کے مقابلہ میں اپنا روزہ اور انکی قراءت کے مقابلہ میں اپنی قراءت کو حقیر جانے گا (مجموع الفتاویٰ ۳۹۱/۱۰) یعنی ان تینوں عبادات کو دین کی بنیاد قرار دیا گیا اور روزہ بھی انہی سے ہے۔

مصنف آخر میں فرماتے ہیں اور میں (عبد اللطیف) بھی کہتا ہوں: یہ حقیر سی کاوش ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال ہے کہ اسے اپنی رضا کیلئے خالص کر لے۔

☆ ہمارے روزے، قیام اور تمام اعمال کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ انہ علی کل شئی قدیر و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی الہ وصحبہ وسلم ☆

☆ ☆